رسائل و مسائل

رشتوں میں تاخیر

آج کل مختلف وجوہات سے رشتے طے کرنے میں تاخیر کی جاتی ہے اور لڑکے اور لڑکی کی عمریں کافی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات نسبت طے کرنے کے بعد 'طویل مدت کچھ مسائل کے حل کے انتظار میں گزار دی جاتی ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ نکاح کر دیا جاتا ہے اور رخصتی تعویق میں پڑ جاتی ہے۔ ان امور کے بارے میں شریعت کا منشا کیا ہے۔ اس دوران لڑکے اور لڑکی کے فون پر رابطہ وغیرہ کے بارے میں بھی جواز اور حدود کے مسائل سامنے آتے ہیں۔

نکاح اور رخصتی کے سلسلے میں شرعی ہدایت یہ ہے کہ مناسب رشتہ مل جائے تو پھر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر زوجین میں قرابت بھی ہو' ذہنی ہم آہنگی بھی ہو' شادی ان کی ضرورت بھی ہو کہ عنفوان شباب میں ہوں' تو ایسی صورت میں رسوم و رواج کے چکر میں پڑنے' جہیز تیار کرنے' کثیرالاخراجات ولیموں کے اہتمام وغیرہ میں وقت نہیں لگانا چاہیے۔ بلکہ سادی سی مجلس نکاح منعقد کر کے رخصتی کر دینا چاہیے۔ ایک ایسا معاشرہ جس میں پاکیزگی کی خواہش ہو جس میں عفت و عصمت کی حفاظت کا اہتمام مقصود ہو' جس میں احکام شرعیہ کا قیام اور نفاذ مطلوب ہو' اس میں ٹھاٹھ باٹھ اور شان و شوکت کی حامل شادیوں کو رواج نہیں دیا جاتا۔ اگر نوجوان جوڑوں کو شادی کے لیے چار چار' پانچ پانچ سال انتظار میں رکھا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ انھیں فتنہ میں ڈال دیا جائے اور ان کو سخت امتحان سے دوچار کر دیا جائے۔ یہ تو ظلم کی ایک قسم ہے جو دین و دنیا دونوں تباہ کر دینے والی ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تمھیں ایسا آدمی پیغام نکاح دے جس کے دین اور اخلاق تمھیں پسند ہوں تو شادی کر کے رخصت کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور وسیع پیمانے پر فساد برپا ہو گا۔ اور فرمایا تین آدمیوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے' وہ غلام جو رقم دے کر آزادی چاہتا ہے۔ اس نے معاہدہ کر لیا ہے اور رقم ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ دوسرا وہ شخص جو پاک بازی کے لیے نکاح کرنا چاہے' تیسرا مجاہد فی سبیل اللہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو شادی کے اخراجات (مہر' نان نفقہ' سکونت) پیدا

کر سکتا ہو' تو وہ شادی کرے کہ یہ نظروں کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کہ یہ اس کی شہوت کو دبانے اور کمزور کرنے والے ہیں۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)۔

پھر نکاح نبی اکرمؐ کی ایک سنت ہے اسے جس قدر جلدی ادا کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ پتہ نہیں کل حالات میں ایسا بگاڑ آجائے کہ شادی ممکن نہ رہے۔ یہ محض اپنی شہوت کو پورا کرنے اور گھر بسانے کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت ہے اور ایسی عبادت کہ اگر اس کو ادا کرنے کا فوری انتظام نہ کیا جائے تو گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی ہے۔ اس لیے اس میں تعجیل کرنا چاہیے۔ اگر دیر کی جائے تو اس سے نسل انسانی کے اس دنیا میں برقرار رہنے اور پھیلنے کی حکمت عملی متاثر ہوتی ہے۔ نکاح سے ایسی نیکیاں ظہور میں آتی ہیں جو آخرت میں نکاح کرنے والوں کے لیے رفع درجات کا ذریعہ بن جائیں۔

صحابہ کرامؓ' تابعینؒ تو نبی اکرمؐ کے ارشادات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے اور اس لیے وہ نکاح میں کسی نام و نمود اور ٹھاٹھ باٹھ کو شامل نہیں کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں اخراجات کی آسانی ہو"۔ (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ شریف)۔ اور نکاح کی اس قدر اہمیت بیان فرمائی کہ نکاح کو نصف ایمان کی تکمیل قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: "جب ایک آدمی شادی کرتا ہے تو اپنے آدھے دین اور آدھے ایمان کی تکمیل کرتا ہے۔ نکاح کے بعد باقی آدھے میں وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے" (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ شریف)۔ نکاح کی اس دینی اہمیت کو نبی اکرمؐ نے مختلف طرح سے واضح فرمایا: ارشاد ہے: "جو میرے دین کو پسند کرتا ہے' میری سنت کی پیروی کرے اور میری ایک سنت نکاح ہے" (بیہقی فی السنن الکبریٰ)۔ جو میرے دین کو پسند کرتا ہے۔ اور فرمایا: جو آدمی نوعمری (یعنی نوجوانی میں) شادی کر لیتا ہے تو اس کا شیطان واویلا مچاتا ہے اور کہتا ہے 'ہائے میری ہلاکت' اس نے تو اپنے دین کو بچالیا۔ (ابو یعلیٰ فی المسند)۔ ایک روایت میں ہے:

"شیطان کے پاس نیک لوگوں پر اثر انداز ہونے کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی ہتھیار نہیں سوائے ان لوگوں کے جو شادی کر لیں' وہ لوگ بے حیائی سے پاک ہیں"۔ (مسند احمد)۔

اس راستہ کو چھوڑ کر محض منگنی کر دینا' نکاح اور رخصتی کو موخر کر دینا' نکاح کے مقصد پر ضرب لگانے کے مترادف ہے۔ ایسے لوگ شاید یہ چاہتے ہیں کہ پاک دامنی اور پاک بازی خالص نہ رہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ برائی کے لیے بھی چور دروازے کھلے رکھے جائیں لیکن کیوں؟ محض اس لیے کہ ان کا نام و نمود ہو جائے۔ ایسے نام و نمود اور ایسی ملازمتوں اور ایسے ٹھاٹھ باٹھ کا کیا فائدہ' جس کے نتیجہ میں برائی کے لیے راستہ ہموار ہو اور نوجوان یا تو تکلیف برداشت کریں یا پھر زنا میں مبتلا

ہوں۔

دینی شعور رکھنے والے نوجوان جوڑوں کے لیے جن کی شادی طے کر کے تاخیر کی جا رہی ہو' مناسب ہے کہ وہ اپنی عفت اور عصمت کے تحفظ کی خاطر اپنے والدین کو بالواسطہ یا براہ راست یہ بات پہنچائیں کہ وہ شریعت کے تقاضوں کو پورا کریں اور انھیں فتنے کے حوالے نہ کریں۔ فتنے میں پڑنے سے بہتر ہے کہ وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے' والدین یا والدہ سے بات کرلیں اور کہہ دیں کہ نکاح اور شادی کو موخر کر کے نوجوانوں کو آزمائش میں ڈال دینا صحیح نہیں ہے۔ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کی بات کھل کر کرنا بہتر ہے اس برائی سے جسے چھپ کر کیا جائے۔

رشتہ طے ہو جانے کے بعد نکاح اور رخصتی کا انتظار کرنے کی بجائے نکاح اور رخصتی میں جلدی کی جائے۔ لڑکی منگیتر سے فون پر اتنی بات کہہ سکتی ہے کہ وہ فون پر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنے کی بجائے شریعت کے تقاضے کو پورا کروائے۔ نیز محض نکاح بھی کافی نہیں ہے' رخصتی بھی ضروری ہے۔ تاکہ ہر کسی کو پتہ ہو کہ یہ جوڑا آپس میں میل جول رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ محض نکاح ہو اور رخصتی نہ ہو تو میل ملاپ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس سے حیثیت اور عزت مجروح ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہمت کے مواقع سے بچو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اعتکاف میں تھے کہ ایک زوجہ مطہرہ ملاقات کے لیے تشریف لائیں آپؐ انھیں رخصت کرنے گئے تو دو آدمی گزر رہے تھے۔ آپؐ نے انھیں بلایا اور فرمایا کہ یہ آپ کی ماں ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے بارے میں ہم بدگمانی کر سکتے ہیں! تو آپؐ نے فرمایا شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسا میل ملاپ جائز ہے جس کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ پیدا ہو۔ نیز اس لیے بھی کہ ایک اسلامی معاشرہ میں مشکوک قسم کی سرگرمیاں روا نہیں رکھی جاتیں۔ اس لیے کہ اس سے لوگ برائی پر جری ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ برائی کرنے والوں کو معاشرہ میں سزا نہیں ملتی۔ رہی یہ بات کہ بغیر نکاح کے فون پر رابطہ قائم رکھنا اور کھلی کھلی باتیں کرنا تو اسے حدیث میں فتنہ کہا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پٹرول کے قریب بیٹھ کر دیا سلائی جلانا۔ ایسی صورت میں خطرہ ہے کہ دیا سلائی سے پٹرول میں آگ بھڑک اٹھے۔ بغیر نکاح کے فون پر بات چیت سے تشنگی بڑھتی ہے' خطرہ ہے کہ یہ بات چیت ملاقات پر آمادہ کرے گی اور پھر سلسلہ مزید بڑھتا چلا جائے گا۔ اس لیے اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ یہ وہ شیطانی ہتھیار ہے جس کے سامنے تین تین سو سال عبادتیں کرنے والے بھی شکست کھا گئے۔ اس لیے معمولی درجہ کے متقی اور پرہیزگار نوجوان اس کا کیسے مقابلہ کر سکیں گے۔

اسی بنا پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: دنیا سے بچو' عورتوں کے ساتھ اختلاط سے بچو' اس لیے کہ ابلیس

گھات میں دیکھتا رہتا ہے، جھانکتا رہتا ہے، اور اس کے جال میں متقی لوگوں کو قید کرنے کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی پھندا نہیں ہے"۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ہیں جو مشتبہ ہیں ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ بس جو مشتبہات سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو مشتبہات میں پڑا تو وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ جیسے چرواہا، جو ممنوعہ علاقے کے اردگرد اپنے جانوروں کو چراتا ہے قریب ہے کہ اس کے جانور ممنوعہ علاقہ میں چرنے لگیں۔

عطیہ سعدی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک متقین کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ان چیزوں سے بچنے کی خاطر جن میں مبتلا ہونا خطرناک ہے ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں بظاہر کوئی خطرہ نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)۔

ہمارا موجودہ معاشرہ شریعت کے ان اصولوں کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے اخلاقی زوال و انحطاط کا شکار ہے۔ اس میں اختلاط مرد و زن نے ہولناک بیماریوں کو جنم دیا ہے۔ روز بروز روح فرسا واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان آگے آئیں اور اپنی سیرت و کردار اور طرز عمل سے معاشرہ کے لیے بہترین نمونہ پیش کریں اور قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔ ان کے بڑوں کا بھی فرض ہے کہ وہ شریعت کے مطابق چلیں اور اپنی اولاد کو جان بوجھ کر آزمائش اور تکلیف سے دوچار نہ کریں اور ان کو اپنے فرائض اور سنن ادا کرنے کے مواقع فراہم کریں۔ ورنہ وہ بھی قیامت کے روز جواب دہ ہوں گے (عبدالمالک)۔

مطالعہ قرآن کس طرح؟

میں میڈیکل کالج کی طالبہ ہوں۔ کالج کی نظامت میرے پاس ہے۔ کالج میں زیادہ وقت تحریکی سرگرمیوں میں گزرتا ہے، جس میں درس قرآن، عام طالبات اور کارکنان سے ملاقاتیں، مطالعے کی کلاس، کارکنان کے اجتماعات اور اجتماع مشاورت وغیرہ شامل ہیں۔ گھر آنے کے بعد گھر کے کام اور نصاب کے مطالعہ کے بعد وقت نہیں بچتا۔ آپ کے کورس میں شرکت کے بعد قرآن کے مطالعے کا سوچا تھا اور اس کی ضرورت بھی ہے لیکن مجھے ناممکن محسوس ہو رہا ہے کہ میں تمام مصروفیات کے ساتھ قرآن کے لیے زیادہ وقت دے سکوں۔ ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹہ جو کہ میں صبح کے وقت عام طور سے دے پاتی ہوں اس کے لیے نہایت کم ہے۔ اس لیے سخت ذہنی tension رہتی ہے جس سے تمام کام متاثر ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم متعین دروس کی تیاری کریں اور ساتھ ہی قرآن کے دیگر حصوں کا مطالعہ بھی جاری رکھیں، تو کیسے اور کن اوقات میں کریں؟ اگر البقرہ کا مطالعہ شروع کریں تو کس انداز میں اور کتنا روز پڑھیں۔ ہم کس طرح حصوں کا انتخاب کریں؟ مجھے مشورہ دیں کہ کس طرح کروں؟ میں تمام ہی کرنا چاہتی ہوں اور کر سکتی ہوں۔

قرآن کے بھرپور مطالعے کے لیے شوق اور جستجو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قائم رکھے، اور بڑھائے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ "اللہ سے تقویٰ کرو جیسا کہ اس سے تقویٰ کا حق ہے" تو صحابہ کرامؓ بہت گھبرائے اور ڈرے۔ یہ ہم کیسے کر سکتے ہیں! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تسلی و سہارے کا سامان کیا کہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (اللہ سے تقویٰ کرو جتنا تم کر سکو)۔ ہر کام میں، اور ہر مطلوب کے لیے، خواہ وہ مطالبہ ہو یا اپنا شوق، یہی استطاعت حد ہے۔ اس لیے تم نے بالکل صحیح سمجھا کہ میں یہی کہوں گا کہ، جتنا ہو سکتا ہے وہ کرنا چاہیے۔ شوق، مناسب منصوبہ بندی اور محنت سے یہ حد استطاعت بڑھ سکتی ہے۔ لاپروائی اور پست ہمتی یا گھبراہٹ سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ شوق تو تمھارے اندر یقیناً ہے، جب ہی تم تربیتی کورس میں آئیں، اور یہ خط لکھا۔ اب ضرورت حقیقت پسندی اور مناسب منصوبہ بندی سے صحیح انداز میں قرآن فہمی کا کام کرنے کی ہے۔

قرآن سے شغف اور رفاقت تو عمر بھر کا کام ہے۔ میڈیکل کی تعلیم ایک عارضی شغل ہے۔ فی سبیل اللہ کام خود قرآن کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرض، تلاش معاش، اور جہاد فی سبیل اللہ کو ان چیزوں میں شمار کیا ہے جن کی بنیاد پر اس نے یہ سہولت دی کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن (پڑھو جو آسانی سے ہو سکے، قرآن سے)۔ تم اگر ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹہ روزانہ قرآن کے لیے دے سکتی ہو، اور باقاعدگی سے دے سکتی ہو، تو یہ کم نہیں۔ یہ معمول کی ضروری مشغولیات (مثلاً سونا، کھانا پینا، ناگزیر گفتگو وغیرہ) سے بچنے والے وقت کا ۸۔۱۰ فی صد ہے۔ اپنے اوقات کے استعمال کو منضبط کر کے تم شاید اور وقت بھی نکال سکو، یا یہی وقت باقاعدگی سے اور زیادہ بہتر طریقے سے لگانے کو یقینی بنا سکو۔ ہم وقت ضائع بہت کرتے ہیں۔ اپنے دو چار ہفتے کے استعمال وقت کا حساب یعنی آڈٹ کرو۔ باقاعدگی سے نوٹ کرو کہ کس کام میں کتنا وقت جاتا ہے۔ تم خود صحیح صورت حال کے انکشاف سے چونک جاؤ گی۔ اس آڈٹ ٹیسٹ کو سامنے رکھ کر دیکھو کہ کون سے کام ترک کیے جا سکتے ہیں، اور کون سے مختصر۔ خصوصاً نظم کی ذمہ داری کے حوالے سے۔ دیکھو کہ کون سے کام اپنی دوسری بہنوں کے سپرد کر سکتی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ تم سے کم تر معیار پر کریں، لیکن اگر کر لیں تو ان کے سپرد کرو۔ اس کے بعد یہ کوشش کرو کہ تھوڑے تھوڑے ٹکڑوں میں نامکمل کام کرنے کے بجائے بڑے ٹکڑوں میں مکمل کام کرنے کے لیے فارغ کرو۔ مثلاً اگر تم روزانہ ایک گھنٹہ قرآن کے لیے دینے کے بجائے ایک دن چھوڑ کر ۲ گھنٹے دو تو نتائج زیادہ بہتر ہوں گے۔

قرآن کو ذہن نشین کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خالی اوقات میں، دوسرے ہاتھ پاؤں والے کام کرتے ہوئے بھی، قرآن پر غور و فکر اور اس کو ذہن و دل کی غذا بنانے کا کام جاری رہ

سکے۔ چنانچہ متعین کردہ ایک گھنٹے کے علاوہ بس میں آتے جاتے اور گھر کا کام کرتے ہوئے، بھی قرآن پر غور و فکر ہو سکتا ہے۔

ابھی تم جن تعلیمی و تحریکی مصروفیات میں مشغول ہو ان کے پیش نظر میں تم کو یہ مشورہ نہیں دوں گا کہ تم سورۃ البقرہ سے آغاز کرو۔ منتخب حصوں سے ہی تیاری کرو۔ ان پر زیادہ سے زیادہ وقت لگاؤ۔ پر جو تیار کرو وہ کہیں بیان بھی کرو۔ اپنے بیان کو، ممکن ہو تو، ٹیپ کر کے خود بھی سنو۔ عام مطالعہ جاری رکھو، اور جو حصہ اثر کرے اس کو تیار کر لو۔ ورنہ میری انگریزی کتاب Way to the Quran میں ایک ۱۲ حصوں کا، اور ایک ۴۰ حصوں کا نصاب دیا ہوا ہے۔ یہ دو سال کے لیے کافی ہے۔ بعض حصوں کو مکمل کسی ایک تفسیر سے ہی تیار کر کے بیان کر دو۔ اس طرح اس کے مطالب اور اسلوب جزو ذہن بن جائیں گے۔

شوق، بے تابی اور جستجو بہت قیمتی دولت ہے۔ لیکن جو چیز فرض نہیں اس کی اتنی فکر نہ اوڑھ لینا چاہیے کہ جسم یا ذہن کی صحت متاثر ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمھارے شوق قرآن کو قائم و دائم رکھے اور یہ چند مشورے کچھ تمھارے کام آسکیں۔ (خ-م)

لیزنگ کمپنی اور سود

میں ایک لیزنگ کمپنی میں عرصہ تین سال سے کام کر رہا ہوں۔ اس شک میں مبتلا ہوں کہ یہ کاروبار ناجائز اور سود پر مبنی ہے۔ اس کاروبار میں جن لوگوں کو قسطوں پر گاڑیاں یا مشینری درکار ہوتی ہے وہ ہماری کمپنی مختلف نرخ پر مہیا کرتی ہے اور قسطیں پوری ہونے کے بعد وہ مشینری یا گاڑی گاہک کے نام منتقل کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ہماری کمپنی نے سرمایہ کاری کی ایک اسکیم شروع کی ہے جس میں سرمایہ کار کو ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے جس پر اس کو مختلف ریٹ پر منافع ادا کیا جاتا ہے۔ براہ مہربانی آپ جلد مجھے جواب سے مطلع فرمائیں، کیونکہ میں یہ ملازمت، سود کے شک کی بنیاد پر، چھوڑنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

۱۔ قسطوں پر خرید و فروخت جائز ہے۔ جمہور علما کا یہ مسلک ترجمان میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں پہلی شرط یہ ہے کہ خریدار کو دونوں چیزوں کا اختیار ہو: نقد لے یا قسطوں پر۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مدت ادائیگی میں طوالت سے رقم میں اضافہ نہ ہو (یہ سود ہو جائے گا)۔ ایک مزید نکتہ، حال ہی میں اٹھایا گیا ہے کہ ملکیت، فروخت کرتے وقت ہی منتقل ہو جانا چاہیے۔ اس کی تحقیق کی ضرورت ہے کہ آیا یہ ضروری ہے۔

۲۔ جب تک سرمایہ کاری پر نفع، مدت کے ساتھ وابستہ نہیں، اور فی الواقع سرمایہ کاری کے نفع پر مشتمل ہے، اس میں کوئی ہرج نہیں۔ این آئی ٹی بھی اسی قسم کی سرمایہ کاری ہے۔ مزید برآں یہ

بھی ضروری ہے کہ سرمایہ کاری ایسے کاروبار میں نہ ہو جو فی نفسہ حرام ہے۔ نہ ایسے طریقوں سے جو منع ہیں، مثلاً سٹے بازی وغیرہ۔ اگر مخلوط ہو، جیسا این آئی ٹی میں ہوتا ہے تو سرمایہ کاری کرنے والے کو ناجائز حصہ باہر کر دینا چاہیے، یہی علما کا فتویٰ ہے۔ ایسا مخلوط کاروبار فی نفسہ کلیتاً حرام نہیں اور آج کل تو ہر کاروبار میں حرام کا شبہ ہے۔

صاحب عزیمت آدمی کو شبہ سے بھی الگ رہنا چاہیے۔ لیکن کیونکہ فقر کفر کی طرف لے جاتا ہے اس لیے ہمارے علما عام لوگوں کو یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ جب تک متبادل ذریعہ معاش نہ ہو، ناجائز روزگار ترک نہ کیا جائے۔ فیصلہ اور جواب دہی بہرحال آپ ہی کے ذمہ ہے۔ (خ-م)

ترجمہ مکمل ہو چکا ہے

تفسیر فی ظلال القرآن

جلد چہارم تا ہشتم زیر طبع

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم
صفحات 961	صفحات 1263	صفحات 1167
ہدیہ 250/-	ہدیہ 325/-	ہدیہ 325/-

ترجمہ:- سید معروف شاہ شیرازی

1500/- روپے میں ایڈوانس بکنگ جاری ہے

پہلے ایڈیشن میں آپ سیٹ بک کروائیں تاکہ آگے جلدوں کی اشاعت آسانی سے ہو سکے۔
اپنی رقم منی آرڈر / بنک ڈرافٹ بنام ادارہ منشورات اسلامی ارسال فرمائیں۔

ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ ملتان روڈ لاہور